www.urdupalace.com

موت کا معمہ

محمد شعیب۔فیصل آباد

خوف کے سائے نے ایک بار پھر لڑکی کو آگھیرا، سرد لہر نے اس کے منہ پر بھرپور طمانچہ مارا اور پھر خوف نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑلیا، اندھیرے نے ستم ڈھانا شروع کردیا کہ پھر اچانک......

رات کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں جنم لینے والی جسم وجاں پر خوف کا سکتہ بیٹھاتی آسیبی کہانی

دسمبر کی ایک ستم انگیز رات تھی سردی شدید تھی بانس اور صنوبر کے سربلند درختوں پر خنک ہوائیں سائیں سائیں کر رہی تھیں ماہا ایک شوخ نارنجی رنگ کے جوڑے میں ملبوس اشعر کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی ۔اشعر کار چلا رہا تھا وہ کار کو سڑک کے کنارے کنارے بے فکری سے ایسے چلا رہا تھا جیسے کوئی چہل قدمی کر رہا ہو۔وہ دونوں ہنی مون منانے شہر سے باہر ایک پرسکون ماحول میں واقع دی برائٹ اسٹار ہوٹل جا رہے تھے انہیں گھر سے نکلے دو گھنٹے بیت چکے تھے مگر ہوٹل ابھی بھی ایک گھنٹے کی مسافت پر تھا۔جیسے جیسے رات گہری ہو رہی تھی ویسے ویسے سردی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا تیز و تند ہواؤں کی آواز کار کے بند شیشوں میں سے بھی سنی جا سکتی تھیں۔

''زیادہ بور تو نہیں ہو رہی تم۔'' اشعر نے اپنی نرم

www.urdupalace.com

بار پھر اس کی آنکھوں کے سامنے آیا وہ فوراً اٹھ بیٹھی اپنے پہلو میں اشعر کو سوتے ہوئے پایا۔ اس کا چہرہ پرسکون تھا۔ لحاف اس کے سینے تک تھا۔ اس کے برہنہ بازو لحاف کے اوپر تھے۔ اشعر کے چہرے پر طمانیت دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گئی اور اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر واش روم میں فریش ہونے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو اشعر جاگ چکا تھا۔ شرٹ پہنے وہ بیڈ کی ٹیک کے ساتھ پشت لگائے چھت کو گھور رہا تھا۔

"گڈ مارننگ......" اپنے گیلے بالوں کو تولئے سے خشک کرتے ہوئے مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولی۔

جواباً وہ مسکرادیا اور دوبارہ سوچوں میں ڈوب گیا۔ ماہا ہیئر ڈرائیر سے بالوں کو خشک کرنے لگی۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی باہر ویٹر ایک ڈش میں کافی کے دو کپ لئے کھڑا تھا۔ اشعر کے پیچھے ہٹنے پر وہ روم میں داخل ہوا اور ٹیبل پر ٹرے رکھ کر واپس مڑا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اشعر نے اپنی نظریں جھکالیں اس کے جانے کے بعد ماہا نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا۔

"تم رات کار میں ہی سوگئی۔ ہوٹل پہنچ کر میں نے تمہیں اتنا اٹھایا مگر تم تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی مجبوراً مجھے تمہیں گود میں اٹھا کر کمرے تک لانا پڑا وہ بھی پورے اسٹاف کے سامنے۔"

اس کی بات سنتے ہی ماہا کے ہاتھ سے ہیئر ڈرائیر نیچے گر گیا۔

"میں کار میں سوگئی تھی۔ مگر میں تو تمہارے پیچھے کار سے باہر آئی تھی۔" ماہا نے زیرلب کہا۔ مگر اشعر نے سن لیا۔

"جناب! میں نے تو ہوٹل پہنچ کر ہی بریک لگائی تھی۔"

"لیکن جب کار خراب ہوئی تھی...... میں تب کی بات کر رہی ہوں۔" ایک بار پھر ماہا کی پیشانی پر پسینہ آ گیا۔

"کار خراب ہوئی تھی......؟" اس نے منہ بگاڑ کر کہا۔ "لگتا ہے تم نے کوئی خواب دیکھا تھا......" ہنستے ہوئے کافی کا ایک کپ اٹھایا اور دوبارہ لحاف میں جا بیٹھا۔

مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ خواب تھا...... مگر وہ جنگل...... الو کی آواز...... وہ بیل...... بلی۔" اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا مگر وہاں پنجوں کے نشان نہ تھے۔

☆......☆......☆

رات کو دونوں نے باہر لان میں کینڈل لائٹ ڈنر کرنے کا پروگرام بنایا۔ اشعر جگہ کا بندوبست کرنے اور وہاں پر چیزوں کی سیٹنگ کرنے چھ بجے ہی کمرے سے چلا گیا، جاتے وقت اس نے سات بجے ماہا کو لان میں آنے کا کہا۔ اس کے جانے کے بعد وہ واش روم میں چلی گئی۔ نہاتے وقت اسے کمرے میں کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ پہلے تو وہ گھبرا گئی مگر پھر دل کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ شاید اشعر کوئی چیز بھول گیا ہو لینے آیا ہو۔

نہانے کے بعد جب وہ کمرے میں آئی تو ایک بکس کو اپنے بیڈ پر پایا۔ اسے اشعر کا گفٹ سمجھ کر کھولنے لگی تو اندر سے ایک نہایت خوب صورت سلور موتیوں سے چمکتا ہوا ریڈ کلر کا سوٹ نکلا۔ وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ منہ دکھائی کے بعد یہ پہلا گفٹ تھا جو اشعر کی طرف سے اسے موصول ہوا۔ اس نے یہی سوٹ ڈنر میں پہن کر جانے کا فیصلہ کیا اور خوب سج دھج کر سات بجے لان میں پہنچ گئی ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔ سرد ہوا کے جھونکے موسم کو مزید رومانوی بنا رہے تھے۔ لان کے عین وسط میں ایک ٹیبل سرخ وسفید گلاب سے سجی ہوئی تھی ہلکا ہلکا میوزک فضا میں گونج رہی تھی اس کے چہرے پر سرخی چھا گئی۔ وہ مورنی کی طرح چلتے ہوئے ٹیبل کے پاس گئی تو پیچھے سے کسی نے اس کو اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ اس وجود کی سانسیں اس کی گردن کو بوسہ دینے لگیں۔ اس کے جسم سے موتیا کی خوشبو اسے مزید مدہوش کر رہی تھی۔

"اشعر...... کوئی دیکھ لے گا۔ پلیز چھوڑو......" ماہا کا چہرہ اس کے رخسار سے مس ہو رہا تھا وہ اپنی آنکھیں بند کرکے اس کے وجود کی گرمی کو محسوس کرنے لگی تب اسے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی گیلی شے اس کے چہرے پر ہو۔ اس

www.urdupalace.com

رہا تھا مگر اسے درد محسوس نہ ہوا۔ ڈر اسے چاروں اطراف سے گھیرے ہوئے تھا۔

اچانک ایک سیاہ بلی نمودار ہوئی اور ایک بار پھر اپنے پنجوں سے اس کے چہرے پر وار کیا۔ جس کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ بے ہوش ہو گئی۔

☆......☆......☆

"پلیز اب گھر چلو...... مجھے نہیں رہنا یہاں......" وہ بچوں کی طرح بلکتے ہوئے اشعر سے فریاد کر رہی تھی۔ جو اس کے پاؤں پر پٹی کرنے میں مصروف تھا۔

"مگر کیوں......؟" وہ سب باتوں سے لاعلم تھا۔

آخر ہمت کر کے ماہا نے اسے سب کچھ بتا دیا لیکن وہ اسے ماہا کا وہم سمجھ رہا تھا۔ ہمیشہ سے خوف ناک کہانیاں پڑھنا اس کا مشغلہ تھا شاید وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے کسی کہانی کو اپنے اوپر اتنا سوار کر لیا کہ وہ یہ سب کچھ سچ سمجھ رہی ہے مگر اشعر نے ماہا کو حوصلہ دیا کہ جیسے ہی اس کے پاؤں ٹھیک ہو جائیں گے وہ یہاں سے چلے جائیں گے یہ کہتا ہوا کمرے کے باہر آیا اور جینز سے ایک پرچی نکالی جس پر چند دوائیں ڈاکٹر کی طرف سے تجویز کردہ تھیں۔

ایک سرسری نگاہ پرچی پر دوڑانے کے بعد اس نے پرچی کو دوبارہ جینز میں رکھا اور ہوٹل سے باہر آ گیا۔ میڈیکل اسٹور قدرے فاصلے پر تھا مگر وہاں کار نہیں جا سکتی تھی اس لئے وہ پیدل ہی جانے لگا شارٹ کٹ کے طور پر اس نے جنگل کا راستہ اختیار کیا اس کے ذہن میں ماہا کی تمام باتیں گردش میں تھیں چلتے چلتے اس کی نگاہ ایک درخت کے ساتھ لپٹی چادر پر پڑی یہ وہی چادر تھی جو اس رات ماہا نے جنگل میں چھوڑ دی تھی وہ آگے بڑھا اور چادر کو اتارا۔

یہ واقعی ماہا کی چادر تھی اس کے چہرے پر سنجیدگی نے جنم لیا مگر ابھی وہ مکمل طور پر یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ جو کچھ ماہا نے کہا وہ سچ ہے اس نے اپنے آپ کو جھٹکا اور میڈیکل اسٹور سے دور لے آیا۔

کمرے میں داخل ہوا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پنکھے سے لٹکی ماہا کی لاش سے خون نیچے ٹپک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سے دوا گر گئی سانسیں تھم گئیں اس پر ایسا سکتہ طاری ہوا کہ وہ وہیں بے ہوش ہو گیا۔

☆......☆......☆

"ت......ت......تم۔" آنکھ کھلتے ہی اس نے ماہا کو اپنے سرہانے بیٹھے دیکھا، وہ ٹکٹکی باندھے اس کے چہرے کو تک رہی تھی، وہ خواب تھا یا حقیقت وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا سامنے ماہا زندہ بیٹھی تھی پھر وہ لاش جو اس نے لٹکی دیکھی تھی کس کی تھی؟

"تم ٹھیک کہتی ہو...... یہاں کوئی ہے ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہوگا۔" وہ فوراً اٹھ بیٹھا اور الماری کی طرف بڑھنے لگا مگر ماہا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو...... یہاں کوئی ہے مگر اتنی بھی جلدی کیا ہے یہاں سے جانے کی۔" پیچھے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

اشعر نے پلٹ کے دیکھا تو ایک ادھ جلے شخص کو پایا جو کسی قدر ماہا سے مل رہا تھا مگر وہ ماہا نہیں تھی ماہا کے بھیس میں کوئی اور تھا، یہ دیکھ کر اشعر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں وہ کچھ بولنے کے قابل نہ رہا۔ اس کا ہاتھ اس شخص کی گرفت میں تھا اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بھرپور کوشش کی مگر بے سود۔

اشعر کے دل کی دھڑکن آہستہ ہونے لگ گئی وہ شخص اٹھا اور ایک چاقو اس کے سینے میں پیوست کر دیا۔ اگلے ہی لمحے اشعر زمین پر تھا۔ سانسیں پرواز کر گئیں اور وہ شخص غائب ہو گیا چاقو بھی نظروں سے غائب ہو گیا۔

شاندار کمرہ یک دم پسماندگی کا شکار ہو گیا۔ روشن دن تاریک ہو گیا الماری ایک جھٹکے سے کھلی اور ماہا کی لاش فرش پر آ گری۔

پورے ہوٹل کی چمک بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہو گئی، خوب صورت لان بیابان جنگل کی شکل اختیار کر گیا، ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے وہاں کبھی کوئی ہوٹل تھا ہی نہیں۔